

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ الْكَرِیْمِ وَعَلَیْ اٰلِهٖ وَاصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔

## اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی توبہ سے بہت خوش ہوتے ہیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی توبہ سے (جبکہ وہ اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے) اُس سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں جتنی خوشی تم میں سے کسی مسافر کو اپنے اُس (سواری کے) اونٹ کے مل جانے سے ہوتی ہے جس پر وہ چٹیل بیابان میں سفر کر رہا ہو، اُسی پر اس کے کھانے پینے کا سامان بندھا ہوا اور (اتفاق سے) وہ اونٹ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر بھاگ جائے اور وہ (اس کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے) مایوس ہو جائے اور اسی مایوسی کے عالم میں (تھکا ہارا بھوکا پیاسا) کسی درخت کے سایہ کے نیچے لیٹ جائے اور اسی حالت میں (اس کی آنکھ لگ جائے اور جب آنکھ کھلے تو) اچانک اس اونٹ کو اپنے پاس کھڑا ہوا پائے اور (جلدی سے) اس کی ٹکیل پکڑ لے اور خوشی کے جوش میں (زبان اس کے قابو میں نہ رہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی غرض سے) کہنے لگے! اے اللہ! تو میرا بندہ اور میں تیرا رب ہوں۔ (خوشی کے مارے اسے پتہ بھی نہ چلے کہ میں کیا کہہ گیا)۔ (صحیح مسلم - کتاب التوبہ - باب فی الحُضِّ علی التوبۃ والفرح بہا)

بندہ کی توبہ سے اللہ تعالیٰ کی خوشی بھی اُس کی شانِ ربوبیت اور رحمت کا تقاضہ ہے کہ اس کا ایک بھٹکا ہوا بندہ، اپنی نادانی سے شیطان کے فریب میں آ کر اس کی عبادت کی راہ سے بھٹک گیا تھا، راہِ راست پر آ گیا۔ لیکن بندہ کی توبہ واستغفار سے اللہ تعالیٰ کی شان میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا ہے۔ وہ بڑا ہے اور بڑا ہی رہے گا۔ وہ بے نیاز ہے، اسے ہماری ضرورت نہیں ہے لیکن ہم اس کے محتاج ہیں۔ اس کی کوئی نظیر نہیں ہے، وہ پوری کائنات کا خالق و مالک و رازق ہے۔ اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرنے کا فائدہ ہمیں ہی پہنچتا ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے پر اس کا نقصان بھی ہمیں ہی پہنچتا ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں پوری امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ گناہوں سے توبہ کرنا ضروری ہے۔ اگر گناہ کا تعلق اللہ کے حقوق سے ہے مثلاً نماز و روزہ کی ادائیگی میں کوتاہی یا ان اعمال کو کرنا جن سے اللہ اور اس کے رسول نے منع کیا ہے مثلاً شراب پینا اور زنا کرنا، تو توبہ کے لئے تین شرطیں ہیں: (۱) گناہ کو چھوڑنا۔ (۲) کئے گئے گناہ پر شرمندہ ہونا۔ (۳) آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرنا۔ لیکن اگر گناہ کا تعلق حقوق العباد سے ہے تو ان تین شرطوں کے علاوہ مزید ایک اہم شرط ضروری ہے کہ پہلے بندہ سے معاملہ صاف کیا جائے، یعنی اگر اس کا حق ہے تو وہ ادا کیا جائے یا اس سے معافی طلب کی جائے۔ غرضیکہ بندوں کے حقوق کے متعلق کل قیامت تک کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنا اصول و ضابطہ بیان کر دیا کہ پہلے بندہ کا حق ادا کیا جائے یا اس سے معافی طلب کی جائے، پھر اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کے لئے رجوع کیا جائے۔

توبہ کے معنی لوٹنے کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے فرمانبرداری کی طرف لوٹنا شریعت اسلامیہ میں توبہ کہلاتا ہے۔ حقوق اللہ میں کوتاہی کی صورت میں توبہ کے صحیح ہونے کے لئے تین شرطیں اور بندے کے حقوق میں کوتاہی کرنے پر توبہ کے لئے چار شرطیں ضروری ہیں۔ لہذا ہمیں جس طرح اللہ کے حقوق کو مکمل طور پر ادا کرنا چاہئے، اسی طرح بندوں کے حقوق کی ادائیگی میں ادنیٰ سی کوتاہی سے بھی بچنا چاہئے۔ بندوں کے حقوق میں کوتاہی کرنے پر کل قیامت کے دن محسنِ انسانیت ﷺ کے فرمان کے مطابق اعمال کے ذریعہ بندوں کے حقوق کی ادائیگی کی جائے گی، جیسا کہ فرمانِ رسول ﷺ ہے: میری امت کا مفلس شخص وہ ہے جو قیامت کے دن بہت سی نماز، روزہ، زکوٰۃ (اور دوسری مقبول عبادتیں) لے کر آئے گا، مگر حال یہ ہوگا کہ اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا یا کسی کو مارا پیٹا ہوگا تو اس کی نیکیوں میں سے ایک حق والے کو (اس کے حق کے بقدر) نیکیاں دی جائیں گی، ایسے ہی دوسرے حق والے کو اس کی نیکیوں میں سے (اس کے حق کے بقدر) نیکیاں دی جائیں گی۔ پھر اگر دوسروں کے حقوق چکائے جانے سے پہلے اس کی ساری نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو (ان حقوق کے بقدر) حق داروں اور مظلوموں کے گناہ (جو انہوں نے کئے ہوں گے) ان سے لے کر اس شخص پر ڈال دئے جائیں گے اور پھر اس شخص کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔ (مسلم)

اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں بھی بار بار ہمیں توبہ کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ اختصار کے پیش نظر صرف دو آیات پیش ہیں: اے مومنو! تم سب اللہ کے سامنے توبہ کرو، تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ (سورۃ النور ۳۱) اے ایمان والو! اللہ کے سامنے سچی توبہ کرو۔ بہت ممکن ہے کہ تمہارا پروردگار تمہارے گناہ معاف کر کے تمہیں جنت میں داخل کر دے۔ (سورۃ التحریم ۸) پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ توبہ کرنے والے کامیاب ہیں، دوسری آیت میں ارشاد فرمایا کہ سچی توبہ کرنے والوں کے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں اور ان کو جنت میں داخل کیا جائے گا۔

قیامت تک آنے والے انس و جن کے نبی حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! اللہ کی بارگاہ میں تم توبہ واستغفار کرو۔ میں دن میں سو سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔ (مسلم) اسی طرح فرمان نبی ﷺ ہے: اللہ کی قسم! میں اللہ تعالیٰ سے ایک ایک دن میں ستر ستر مرتبہ سے زیادہ توبہ واستغفار کرتا ہوں۔ (بخاری) ہمارے نبی اکرم ﷺ گناہوں سے پاک و صاف اور معصوم ہونے کے باوجود روزانہ سو سو مرتبہ استغفار کیا کرتے تھے، اس میں امت مسلمہ کو تعلیم ہے کہ ہم روزانہ اہتمام کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہیں، اس میں ہمارا ہی فائدہ ہے، جیسا کہ ہمارے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص پابندی سے استغفار کرتا رہے (یعنی اپنے گناہوں سے معافی طلب کرتا رہے) اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ بنا دیتے ہیں۔ ہر غم سے اسے نجات عطا فرماتے ہیں۔ اور ایسی جگہ سے روزی عطا فرماتے ہیں کہ جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ (ابوداؤد۔ باب فی الاستغفار)

**کوئی شخص کب تک توبہ کر سکتا ہے؟** حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتا ہے جب تک وہ نزاع کی حالت کو نہ پہنچ جائے۔ (ترمذی) یعنی جب انسان کا آخری وقت آ جاتا ہے تو پھر اس کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتے ہیں۔ موت کا وقت اور جگہ سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے کسی کو معلوم نہیں۔ چنانچہ بعض بچپن میں، تو بعض عقوان شباب میں اور بعض ادھیڑ عمر میں، جبکہ باقی بڑھاپے میں داعی اجل کو لبیک کہہ جاتے ہیں۔ بعض صحت مند تندرست نوجوان سواری پر سوار ہوتے ہیں لیکن انہیں معلوم کہ وہ موت کی سواری پر سوار ہو چکے ہیں۔ یہی دنیاوی فانی وقتی زندگی، اخروی ابدی زندگی کی تیاری کے لئے پہلا اور آخری موقع ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ ہم افسوس کرنے یا خون کے آنسو بہانے سے قبل اس دنیاوی فانی زندگی میں ہی اپنے گناہوں سے توبہ کر کے اپنے مولا کو راضی کرنے کی کوشش کریں تاکہ ہماری روح ہمارے بدن سے اس حال میں جد اہو کہ ہمارا خالق و مالک و رازق ہم سے راضی ہو۔

**سچے دل سے توبہ کرنے پر بڑے سے بڑے گناہوں کی بھی معافی:** حدیث کی مشہور و معروف کتابوں میں نبی اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے سنایا ہوا ایک واقعہ مذکور ہے: تم سے پہلی امت میں ایک آدمی تھا جو ۹۹ آدمیوں کو قتل کر چکا تھا۔ اس نے کسی بڑے عالم دین کا پتہ دریافت کیا تو لوگوں نے اسے ایک (عیسائی) راہب کا پتہ بتایا۔ یہ شخص اس راہب کے پاس گیا اور کہا کہ میں ۹۹ آدمیوں کو قتل کر چکا ہوں، کیا اب بھی میرے لئے توبہ کا امکان ہے؟ راہب نے کہا: نہیں۔ تو اس شخص نے راہب کو بھی قتل کر ڈالا اور اس طرح ۱۰۰ قتل پورے کر دئے۔ (لیکن وہ اپنے کئے ہوئے گناہ پر بہت زیادہ شرمندہ تھا اور اللہ تعالیٰ سے سچی توبہ کرنا چاہتا تھا۔) پھر لوگوں سے بڑے عالم دین کا پتہ دریافت کیا تو لوگوں نے اس کو ایک اور عالم کا پتہ بتایا۔ یہ شخص ان کے پاس گیا اور کہا میں سو آدمیوں کو قتل کر چکا ہوں، کیا اب بھی میرے لئے توبہ کا امکان ہے؟ اس نے کہا: ہاں، ضرور ہے۔ اور بھلا اللہ کے بندہ اور توبہ کے درمیان کوئی چیز رکاوٹ ہو سکتی ہے؟ تم فلاں بستی میں چلے جاؤ۔ وہاں اللہ کے کچھ نیک بندے اپنے رب کی عبادت میں مصروف ہیں۔ تم ان کے ساتھ رہ کر اللہ کی عبادت میں مصروف ہو جاؤ۔ یہ شخص (توبہ کر کے) اس بستی کی جانب چل دیا۔ آدھا راستہ طے کیا تھا کہ موت آ گئی۔ اس کی روح کے بارے میں رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں جھگڑا ہونے لگا۔ رحمت کے فرشتوں نے کہا کہ یہ شخص اپنے گناہوں سے سچی توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو چکا ہے، لہذا ہم اس کی روح لے کر جائیں گے۔ عذاب کے فرشتوں نے کہا کہ اس نے ابھی تک کوئی نیک عمل نہیں کیا ہے، لہذا یہ شخص رحمت کا مستحق نہیں ہے۔ اللہ کے حکم سے ایک فرشتہ انسانی شکل میں ان کے سامنے آیا۔ دونوں فریق نے اس کو اپنا حکم بنالیا۔ اس انسان نما فرشتہ نے کہا کہ دونوں سرزمینوں (گناہ کی بستی اور عبادت کی بستی) کی پیمائش کر لو، جس علاقہ سے یہ قریب ہو اسی علاقہ کے لوگوں میں شامل کر دو۔ چنانچہ انہوں نے

زمین کی پیمائش کی، اُس علاقہ سے قریب تر پایا جس میں عبادت الہی کے ارادہ سے وہ جا رہا تھا۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے بدکاری کی سرزمین کو حکم دیا کہ تو دور ہو جا اور نیکو کاری کی سرزمین کو حکم دیا کہ تو قریب ہو جا، اور اس طرح نیکی کی سرزمین ایک بالشت قریب نکلی چنانچہ اس کی مغفرت کردی گئی۔

اس واقعہ کی تائید قرآن وحدیث سے بھی ہوتی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ **سورۃ الزمر آیت ۵۳** میں ارشاد فرماتا ہے: کہہ دو کہ ”اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کر رکھی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ یقیناً جانو اللہ سارے کے سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ یقیناً وہ بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔“ فرمان رسول ﷺ ہے: اللہ تعالیٰ رات کو اپنا ہاتھ پھیلاتے ہیں تاکہ دن میں گناہ کرنے والا رات کو توبہ کرے اور دن کو اپنا دست قدرت پھیلاتے ہیں تاکہ رات کو گناہ کرنے والا دن کو توبہ کرے۔ (صحیح مسلم) اللہ تعالیٰ دنیا میں شرک جیسے بڑے گناہ کو بھی سچی توبہ کرنے پر معاف کر دیتا ہے۔ لہذا ہمیں گناہوں کی کثرت کے باوجود اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے، لیکن فرمان رسول ﷺ (عقل مند شخص وہ ہے جو اپنا محاسبہ کرتا رہے اور مرنے کے بعد کے لئے عمل کرتا رہے۔ اور بے وقوف شخص وہ ہے جو اپنی خواہش پر عمل کرے اور اللہ تعالیٰ سے بڑی بڑی امیدیں باندھے) (ترمذی وابن ماجہ) کے مطابق ہمیں گناہ کرنے کی جرأت نہیں کرنی چاہئے کیونکہ ایسا نہ ہو کہ توبہ کی توفیق ملنے سے قبل ہی ہماری روح جسم سے پرواز کر جائے۔

اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس وقت بھی معاف کرنے کے لئے تیار ہے، لہذا فوراً گناہوں سے معافی مانگ کر اچھائیوں کی طرف سبقت کریں۔ کل، جمعہ یا رمضان پر اپنی توبہ کو معلق نہ کریں۔ بلکہ ابھی گناہوں سے بچ کر اپنے کئے ہوئے گناہوں پر شرمندہ ہوں اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کریں۔ ان شاء اللہ ہمارے بڑے بڑے گناہوں کو بھی اللہ تعالیٰ معاف کرنے کے لئے تیار ہے۔ اگر توبہ سے قبل ہماری روح ہمارے جسم سے دور ہونے لگے تو پھر خون کے آنسو بہانے سے بھی کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اگر ہم نے بندوں کے حقوق میں کوتاہی کی ہے تو پہلی فرصت میں حقوق کی ادائیگی کر کے یا معافی طلب کر کے بندے سے اپنا معاملہ صاف کر لیں ورنہ قیامت کے دن اعمال کے ذریعہ حقوق کی ادائیگی کی جائے گی جیسا کہ ہمارے نبی نے بیان کیا ہے۔ جہاں تک دنیاوی زندگی میں مشغولیت کا تعلق ہے تو ہمارے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر انسان کو ایک وادی سونے کی مل جائے تو وہ چاہتا ہے کہ اس کے پاس دو وادیاں ہوں۔ اس کے منہ کو قبر کی مٹی ہی بھرے گی اور توبہ کرنے والے کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں گے۔ (بخاری ومسلم)

بڑے بڑے گناہوں سے مستقل توبہ کرنا ضروری ہے، اگرچہ چھوٹے چھوٹے گناہوں کی مغفرت کے لئے استغفار پڑھنا بھی کافی ہے۔ اسی لئے علماء کرام نے قرآن وحدیث کی روشنی میں تحریر کیا ہے کہ ہمیں ہر نماز کے بعد اور صبح وشام استغفار پڑھنا چاہئے۔ انسان کے ساتھ شیطان، اپنا نفس اور معاشرہ لگا ہوا ہے، جس کی وجہ سے انسان گناہ سے سچی توبہ کرنے کے باوجود اس گناہ کو دوبارہ کر بیٹھتا ہے، لیکن انسان کو ہمیشہ اپنے گناہوں پر شرمندہ ہو کر آئندہ نہ کرنے کے عزم کے ساتھ توبہ کرتے رہنا چاہئے اور اس بات کی دن رات فکر کرنی چاہئے کہ فلاں گناہ سے کیسے نجات حاصل کی جائے، جیسا کہ مذکورہ بالا واقعہ میں ۹۹ قتل کرنے کے بعد وہ شخص سچے دل سے توبہ کرنا چاہتا تھا۔ اگر گناہ سے بچنے کا پختہ ارادہ ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس شخص کو گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے گا۔